فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ ہاشم بن محمد عمری کہتے ہیں:

أَخَذَنِي أَبِي بِالْمَدِينَةِ إِلٰى زِيَارَةِ قُبُورِ الشُّهَدَاءِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ، وَكُنْتُ أَمْشِي خَلْفَهُ، فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى الْمَقَابِرِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ، فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، قَالَ: فَأُجِيبَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ أَبِي إِلَيَّ وَقَالَ: أَنْتَ الْمُجِيبُ يَا بُنَيَّ؟ فَقُلْتُ: لَا، فَأَخَذَ بِيَدِي وَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهٖ، ثُمَّ أَعَادَ السَّلَامَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ جَعَلَ كُلَّمَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَدُّوا عَلَيْهِ، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَخَرَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَاجِدًا وَشُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''دن جمعہ کا تھا، وقت فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا تھا، میرے والد محترم مجھے مدینہ میں شہدا کی قبروں کی زیارت کے لیے لے کر گئے، میں اُن کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جب والد گرامی قبرستان پہنچے، تو قدرے بلند آواز سے کہا: السلام علیکم! تمہارے صبر کی بدولت تمہارے لیے بہترین ٹھکانہ ہے۔ تو

آواز آئی: اللہ کے بندے! وعلیک السلام۔ والد محترم میری طرف متوجہ ہوئے، پوچھا: بیٹا! یہ جواب آپ نے دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا، پھر شہدا کو سلام کہا اور جتنی بار بھی سلام کہا، شہدا نے سلام کا جواب دیا۔ میرے والد نے ایسا تین مرتبہ کیا، پھر وہ اللہ کے شکر کے لیے سجدے میں گر گئے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 3/125، 309)

جواب: حکایت ثابت نہیں۔ ہاشم بن محمد عمری اور اس کا باپ دونوں نامعلوم ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ يَوْمَ مَاتَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ ضُرِبَ عَلٰى قَبْرِهٖ فُسْطَاطٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَتَكَلَّمَ النَّاسُ فَأَكْثَرُوا فِي الْفُسْطَاطِ، فَقَالَ عُثْمَانُ : مَا أَسْرَعَ النَّاسِ إِلَى الشَّرِّ ...... هَلْ عَلِمْتُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ عَلٰى قَبْرِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فُسْطَاطًا؟ قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : فَهَلْ سَمِعْتُمْ عَائِبًا عَابَهٗ؟ قَالُوا : لَا .

''میں نے دیکھا کہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں جب سیدنا حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو اس دن سخت گرمی تھی، حکم رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا گیا، لوگوں نے خیمہ لگانے پر سخت تنقید کی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ برائی پر کتنی جلدی آمادہ ہو جاتے ہیں۔...... کیا آپ جانتے نہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ لگایا تھا؟ کہنے لگے: جی ہاں، فرمایا: کیا آپ نے کسی کو اعتراض کرتے سنا تھا؟ کہنے لگے: نہیں۔''

(طَبقات ابن سعد : 113/8)

(جواب): سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② محمد بن عقبہ قرظی مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۳۵۹/۵'' میں ذکر کیا ہے۔

③ صالح بن جعفر کی تعیین وتوثیق نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے!

❁ داؤد بن ابی صالح حجازی سے منسوب ہے:

أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا، فَوَجَدَ رَجُلًا وَّاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ : أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ : نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهٗ أَهْلُهٗ، وَلٰكِنِ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهٗ غَيْرُ أَهْلِهٖ .

''ایک دن مروان نے دیکھا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہے، مروان نے کہا: معلوم ہے کیا کر رہے ہو؟ اس نے مروان کی طرف چہرہ موڑا تو وہ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا: جی ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے

آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ دین کا والی دین دار شخص بنے تو اس پر مت رونا۔ اس پر تب رونا جب اس کے والی نااہل لوگ بن جائیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 422/5، المستدرك للحاكم : 515/4)

(جواب): سند ضعیف ہے، داود بن ابی صالح حجازی مجہول ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ''مجہول ہے۔''

(میزان الاعتدال : 9/2)

فائدہ:

یہ روایت قبر کے ذکر کے بغیر معجم کبیر طبرانی (189/4، ح:3999) اور معجم اوسط طبرانی (94/1، ح:284) میں موجود ہے، لیکن اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے۔

① سفیان بن بشر کوفی نامعلوم اور غیر معروف ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں نہیں پہچانتا۔''

(مَجمع الزّوائد : 130/9)

② مطلب بن عبداللہ بن حنطب ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ مطلب بن عبداللہ کا سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

④ اس روایت میں طبرانی رحمہ اللہ کے دو استاذ ہیں، ایک ہارون بن سلیمان ابوذر ہے، وہ ''مجہول'' ہے، دوسرا احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین، وہ ضعیف ہے۔

❁ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مِنْهُ بِمِصْرَ، وَلَمْ أُحَدِّثْ عَنْهُ، لِمَا تَكَلَّمُوا فِيهِ .

''میں نے حجاج سے مصر میں احادیث سنی تھیں، لیکن میں انہیں بیان نہیں کرتا، کیونکہ محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 75/2)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ حَدِيثٍ كَثِيرٍ، أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَشْيَاءُ، وَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ مَعَ ضُعْفِهٖ .

''اس کی بہت سی احادیث تھیں، ان میں سے کئی روایات کو محدثین نے منکر قرار دیا ہے، ضعف کے باوجود اس کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال :198/1)

فائدہ:

اس کی تیسری سند ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر حسینی کی کتاب ''اخبار المدینۃ'' میں آتی ہے۔(شفاء السّقام للسّبكي، ص 343) یہ بھی ضعیف ہے۔

① عمر بن خالد نا معلوم ہے۔

② مطلب بن عبد اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ مطلب کا سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ بھی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ، أَوْ أَحَدِهِمَا، فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا.

''جس ہر جمعہ ایک دفعہ اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی، اسے بخش دیا جائے گا اور نیکوکاروں میں لکھ دیا جائے گا۔''

(المعجم الصغير : 955، المعجم الأوسط للطبراني : 6114)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن محمد بن نعمان بن شبل ''متروک ووضاع'' ہے۔

② یحییٰ بن العلاء بجلی ''متہم بالوضع'' ہے۔

③ عبدالکریم بن ابی المخارق ''ضعیف'' ہے۔

④ محمد بن نعمان بصری ''مجہول'' ہے۔

(الضّعفاء للعقيلي : 146/4)

❁ مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا (۲۴۹) اور شعب الایمان للبیہقی (۷۵۲۲) میں یہ روایت محمد بن نعمان بصری (مجہول) سے معضل بھی مروی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمُعَةٍ فَتُصَلِّي وَتَبْكِي عِنْدَهُ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ اپنے دادا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں، دعا کرتیں اور رو پڑتیں۔''

(المستدرك للحاكم: 370/1، 28/3)

جواب: سند حسن ہے۔

عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے، قبر پر دعا کرتے ہوئے آنسو نکل آنا فطری ہے، البتہ واویلا کرنا، جزع فزع کرنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا جائز نہیں۔

زیارت قبور کے لیے شریعت نے کوئی دن خاص نہیں کیا، البتہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں کوئی دن یا وقت مقرر کر لیتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْتِي عَلَى الْمَيِّتِ أَشَدُّ مِنْ أَوَّلِ لَيْلَةٍ فِي قَبْرِهٖ فَارْحَمُوا مَوْتَاكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يَتَصَدَّقُ بِهٖ عَنْ مَيِّتِهٖ، قَالَ : فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً، وَأَلْهَاكُمُ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ مَرَّةً، وَيُهْدِي ثَوَابَهٗ لِمَيِّتِهٖ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلٰى مَيِّتِهٖ سَبْعِينَ مَلَكًا مَعَ كُلِّ مَلَكٍ حُلَّةٌ وَهَدْيَةٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَيُنَوَّرُ لَهٗ فِي قَلْبِهٖ، وَيُوَسَّعُ لَهٗ فِي لَحْدِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ .

”میت پر قبر میں پہلی رات سب سے سخت ہوتی ہے، لہٰذا کچھ صدقہ کر کے اپنے فوت شدگان پر رحم کریں۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک

میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ اپنی میت کی طرف سے صدقہ کر سکے، فرمایا: پھر اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورت فاتحہ، ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس دس مرتبہ سورت تکاثر اور سورت اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کا ثواب اپنی میت کو اہدا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس میت کے پاس ستر فرشتے بھیجے گا، ہر فرشتے کے پاس جنتی لباس اور جنتی تحفہ ہوگا، اس کے دل کو منور کر دیا جائے گا اور اس کی قبر کو تا حد نگاہ کھول دیا جائے گا۔''

(هدية الأحياء إلى الأموات للهكّاري : 17)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① مامون بن احمد سلمی مشہور ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② ربیع بن صبیح سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

③ ابو عبداللہ محمد بن صاحب نامعلوم ہے۔

④ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ایوب طرماخی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

بَلَغَنِي أَنَّ آخِرَ مَنْ يَمُوتُ مَلَكُ الْمَوْتِ، يُقَالُ لَهٗ : يَا مَلَكَ الْمَوْتِ مُتْ مَوْتًا لَا تَحْيَا بَعْدَهٗ أَبَدًا .

''مجھے یہ بات پہنچی کہ سب سے آخر میں جس پر موت طاری ہوگی، وہ ملک الموت ہے، اسے کہا جائے گا: اے ملک الموت! تو بھی مر جا، اس کے بعد تو

کبھی زندہ نہیں ہوگا۔‘‘

(الأهوال لابن أبي الدنيا : 58)

جواب: سند ضعیف و منقطع ہے۔

① محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کو یہ بات کس نے پہنچائی؟ معلوم نہیں۔

② اسماعیل بن رافع بن عویمر ضعیف الحفظ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهٖ؛ جِلِّيَانٌ مِنَ اللّٰهِ جَلَاهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَا لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهٖ .

’’اللہ عزوجل نے میرے لیے دنیا کو بلند کیا، تو میں اسے اور قیامت تک اس میں رونما ہونے والے واقعات دیکھنے لگا، جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشف ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے انبیا پر کشف کیا۔‘‘

(المعجم الكبير للطبراني : 141/2، حلية الأولياء لأبي نعيم : 101/6)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن سنان ابومہدی حمصی ’’متروک‘‘ ہے۔

② بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ الفتن لنعیم بن حماد (۱/ ۲۷) میں بقیہ کی متابعت ہوئی ہے، لیکن یہ کتاب

باسند صحیح امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ سے ثابت نہیں۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجامع الكبير : 176/2)

(سوال): دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کی تلاوت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے اور پائینتی (پاؤں کی جانب) سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت ثابت نہیں ہے، اس بارے میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ان کی تحقیق پیش خدمت ہے:

❀ عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج نے اپنے باپ سے بیان کیا:

''مجھ سے میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا: اے بیٹا! جب میں مر جاؤں تو میرے سرہانے سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 221/19، مَجمع الزّوائد : 44/3)

سند ''ضعیف'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن العلاء ''مجھول الحال'' ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۱۰۰'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهٖ.

''اس (میت) کے سرہانے سورت بقرہ کی ابتدائی اور اس کے پاؤں کے پاس

سورت بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 240/12، ح : 13613)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① یحیٰی بن عبداللہ بابلتی ''ضعیف'' ہے۔

② ایوب بن نہیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :259/1)

③ راجح یہی ہے کہ عطاء بن ابی رباح کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں، سماع کی صراحت کسی راوی کا وہم وخطا ہے۔

تنبیہ:

❁ یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنن کبریٰ بیہقی (۵۶/۴) میں موقوفاً بھی آئی ہے۔اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے، عبدالرحمٰن بن العلاء ''مجہول الحال'' ہے۔

❁ عامر شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا مَاتَ لَهُمْ مَيِّتٌ اخْتَلَفُوا إِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَؤُونَ عِنْدَهُ الْقُرْآنَ .

''انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا، تو وہ اس کی قبر کے اردگرد قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : 123، مصنّف ابن أبي شيبة : 236/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، آخری عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، نیز یہ ''تلقین'' بھی قبول کرتا تھا۔

② حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ، سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ عِنْدَ الْقَبْرِ، فَقَالَ: لَا.

''میں نے سنا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے قبر کے پاس تلاوت کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: (جائز) نہیں۔''

(مسائل أبي داوٗد، ص 158)

تنبیہ:

بعض کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا تھا، وہ اس روایت سے دلیل پیش کرتے ہیں:

''امام ابوبکر خلال رحمہ اللہ کہتے ہیں، مجھے حسن بن احمد الوراق نے خبر دی، وہ کہتے ہیں، مجھے علی بن موسیٰ الحداد نے بیان کیا جو کہ صدوق ہیں، میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا، جب میت کو دفن کیا گیا تو ایک نابینا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے بیٹھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس سے کہا، قبر کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے، راوی کہتے ہیں، جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا، آپ مبشر حلبی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا،

وہ ثقہ ہے، کہا، کیا میں اس سے روایت لے سکتا ہوں؟ فرمایا، ہاں! انہوں نے کہا، مجھے خبر دی مبشر حلبی نے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے وصیت کی تھی، جب مجھے دفن کر چکو تو میرے سرہانے سورۂ بقرہ کا اول و آخر تلاوت کرنا، کیونکہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی تھی، تو امام احمد رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: فوراً پلٹ جاؤ اور اس (نابینا) شخص کو کہو کہ وہ قرآنِ مجید پڑھے۔''

(القراءة عند القبور، ص 88، الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال: 122)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بن احمد وراق کے حالات نہیں مل سکے۔

② علی بن موسیٰ حداد کی توثیق نہیں مل سکی۔ حسن بن احمد وراق نامعلوم ومجہول کا اسے ''صدوق'' کہنا مفید نہیں۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(القراءة عند القبور، ص 88، الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال: 122)

یہ بھی ضعیف ہے۔ عثمان بن احمد بن ابراہیم موصلی کی توثیق نہیں۔

❁ امام عباس بن محمد دوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ مَا يُقْرَأُ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ: مَا أَحْفَظُ فِيهِ شَيْئًا.

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ قبر کے پاس کیا پڑھا جائے؟ فرمایا: اس بارے میں مجھے کوئی نص معلوم نہیں۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 5414)

ثابت ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قبر پر تلاوتِ قرآن کے قائل نہیں تھے۔

الحاصل :

دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کی ابتدائی وآخری آیات کی تلاوت بے ثبوت عمل ہے، شریعت میں اس کا کوئی جواز نہیں، ویسے بھی مطلق طور پر قبرستان میں تلاوت ممنوع ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

رُشَّ عَلٰی قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ رَشًّا، قَالَ : وَکَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلٰی قَبْرِہٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ، بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ مِنْ شِقِّہِ الْأَیْمَنِ حَتَّی انْتَھٰی إِلٰی رِجْلَیْہِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی کے چھینٹے مارے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر چھینٹے مارنے والے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے سر کی دائیں جانب سے چھینٹے مارنے شروع کیے اور پاؤں تک لے گئے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبهيقي : 3/577)

(جواب): سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② حسین بن فرج بغدادی ''ضعیف'' ہے۔

③ حسن بن جہم بن جبلہ اصبہانی ''مجہول'' ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہوئے، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح بیان کی، لوگوں نے بھی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تسبیح بیان کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی، لوگوں نے بھی بڑائی بیان کی، پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تسبیح کیوں بیان کی، فرمایا:

لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ.

''اللہ کے اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی، اب اللہ عزوجل نے اسے فراخ کر دیا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 360/3، ح : 14934، 377/3، ح : 15094)

(جواب): سند حسن ہے، محمود (محمد) بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح ثقہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر دی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ذکر شروع کر دیا۔ اس میں یہ بیان نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ نے اس ذکر کا ثواب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ایصال کیا، لہٰذا یہ حدیث مروجہ ایصال ثواب کی دلیل نہیں بن سکتی۔

یاد رہے کہ یہ قبر کی تنگی عذاب قبر نہیں ہے، یہ معاملہ ہر نیک و بد کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہر شخص کے اعمال کے مطابق قبر کشادہ یا تنگ ہوجاتی ہے اور عذاب یا انعام شروع ہوجاتے ہیں۔

(سوال): کیا مردہ سلام کا جواب لوٹاتا ہے؟

(جواب): قبر والے نہ زندوں کا سلام سنتے نہ انہیں دیکھتے پہچانتے ہیں۔ بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں اور زائرین کو دیکھتے و پہچانتے ہیں، کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں۔ اس قسم کے دلائل اور ان پر تحقیقی تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّمُرُّ بِقَبْرٍ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ.

''قبر والا دنیا میں جس شخص کا واقف تھا، وہ اگر اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(مصنّفات أبي العبّاس الأصمّ : 419 (11)، فوائد أبي القاسم تمّام : 139، المعجم الشيوخ لابن جميع الصيداوي : 333، تاريخ بغداد : 139/7، تاريخ ابن عساكر : 38/10، 65/27، سير أعلام النبلاء للذهبي : 590/13)

روایت جھوٹی ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى تَضْعِيفِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ.

''عبدالرحمٰن بن زید کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔''

(العلل المتناهية : 1523)

اس نے اپنے باپ سے جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔ مذکورہ روایت بھی اس نسخہ سے ہے۔

❁ اس روایت کا ایک موقوف شاہد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ : نَا مَعْنُ ابْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ : أَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ : نَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : [إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَّعْرِفُهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَعَرَفَهُ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَّا يَعْرِفُهُ،

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ] .

''جب کوئی شخص کسی جاننے والے کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان بھی لیتا ہے، لیکن جب وہ ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس سے اس کی جان پہچان نہیں تھی اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 8857، الصارم المُنكي لابن عبد الهادي : 224)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن قدامہ جوہری ''ضعیف'' ہے۔

❁ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مجمع الزوائد :275/1)

② زید بن اسلم کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ .

''زید بن اسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(تاريخ الدّوري : 1146)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْنَا زَيْدًا سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ .

''ہمارے مطابق زید بن اسلم کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 590/12)

③ ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ اس کا ایک اور موقوف شاہد ہے:

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، قَالَ : مَرَّ أَبُو هُرَيْرَةَ وَصَاحِبٌ لَّهٗ عَلٰى قَبْرٍ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : سَلِّمْ ! فَقَالَ الرَّجُلُ : أُسَلِّمُ عَلٰى قَبْرٍ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : [إِذَا كَانَ رَاٰكَ فِي الدُّنْيَا يَوْمًا قَطُّ، إِنَّهٗ لَيَعْرِفُكَ الْآنَ].

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: سلام کہیں۔ اس نے عرض کیا: کیا میں قبر پر سلام کہوں؟ فرمایا: اگر اس قبر والے نے دنیا میں ایک دن بھی تمہیں دیکھا ہو گا تو وہ اب تمہیں ضرور پہچان لے گا۔''

(الصّارم المُنكي لابن عبد الهادي، ص 224)

سند جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن علاء رازی ''کذاب'' اور ''وضاع'' ہے۔

② محمد بن عجلان کا عنعنہ ہے۔

③ زید بن اسلم کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ اس سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت یوں ہے:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا : حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ عَوْنٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ، وَيَجْلِسُ عِنْدَهٗ، إِلَّا اسْتَأْنَسَ، وَرَدَّ عَلَيْهِ، حَتّٰى يَقُومَ» .

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی قبر پر جاتا ہے اور وہاں بیٹھ جاتا ہے تو قبر والا اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور جب تک وہ بیٹھا رہتا ہے، اس کی باتوں کا جواب بھی دیتا رہتا ہے۔''

(الصّارم المُنكي لابن عبد الهادي، ص 224)

جھوٹی روایت ہے۔عبداللہ بن زیاد بن سمعان ''متروک وکذاب'' ہے۔

❀ **سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

مَا مِنْ أَحَدٍ مَّرَّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ، كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهٗ، وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ .

''جو اپنے کسی ایسے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جو دنیا میں اسے جانتا تھا اور اسے سلام کہے تو وہ ضرور اسے پہچان لے گا اور سلام کا جواب دے گا۔''

(الاستذكار لابن عبد البرّ :234/1)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① **فاطمہ بنت ریان مستملی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔**

② **ابو عبداللہ عبید بن محمد کی توثیق نہیں۔**

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(أهوال القبور، ص 86)

لہٰذا متاخرین اہل علم کا اس روایت کی تصحیح کرنا محل نظر ہے۔

❁ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلِّمُوا عَلٰی إِخْوَانِکُمْ هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ، فَإِنَّهُمْ یَرُدُّونَ عَلَیْکُمْ .

''اپنے ان شہید بھائیوں کو سلام کہا کرو، کیونکہ یہ تمہیں جواب دیتے ہیں۔''

(الكامل لابن عدي : 1582/4)

جھوٹی روایت ہے۔

① یحییٰ بن عبدالحمید حمانی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المنير : 224/3)

② عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

اس نے اپنے باپ سے ایک جھوٹا نسخہ بھی روایت کیا ہے، یہ روایت بھی وہ اپنے باپ سے بیان کر رہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَأْتُوهُمْ وَزُورُوهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِیَدِهٖ، لَا یُسَلِّمُ عَلَیْهِمْ أَحَدٌ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، إِلَّا

رُدُّوا عَلَيْهِ .

''میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ روزِ قیامت اللہ کے ہاں شہید شمار ہوں گے۔ تم ان کے پاس آیا کرو اور ان کی قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن تک جو بھی ان کو سلام کہے گا، یہ اس کا جواب دیں گے۔''

(المستدرك للحاكم : 271/2، الرقم : 2977)

سند سخت ضعیف ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کے استاذ ابوالحسین عبیداللہ/عبد اللہ بن محمد، قطیعی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْسِبُهُ مَوْضُوعًا . ''میرے خیال میں یہ روایت من گھڑت ہے۔''

(تلخيص المستدرك : 271/2)

معجم کبیر طبرانی (364/20) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن علاء ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ابو بلال اشعری کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(سنن الدارقطني : 220/1)

اس روایت میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر وہم یا تصحیف ہے، کیونکہ طبرانی کی سند سے یہی روایت حلیۃ الاولیاء (108/1) میں موجود ہے، جسے عبید بن عمیر ''مرسل'' بیان کرتے ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ اسی طرح طبقات ابن سعد (121/3) میں بھی عبید بن عمیر یہ روایت ''مرسل'' ہی بیان کرتے ہیں۔